مکہ معظمہ وادی غیرذی زرع ہے۔ نہ وہاں کھیتی ہے نہ باڑی۔ مگر ضرورت کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو وہاں نہیں ملتی ہو۔ یہ سب طفیل ہے کعبۃ اللہ شریف کا۔ اللہ تعالیٰ انہیں احسانات کو یاد دلاتا ہے۔ اور شکریں عبادت کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۝ اَلِفَ المکانَ وَفُلَانًا یَاْلَفُ اِلْفًا۔ مانوس ہوا۔ الفت پکڑلی دل لگایا۔ مثل سمع۔ اٰلَفَ یُؤْلِفُ فُلَانًا کَذَا اِیْلَافًا۔ الفت دلائی۔ مانوس کردیا۔

فَلْیَعْبُدُوْا۔ ف شرطی معنی کو متضمن ہے۔ لہٰذا معنی یہ ہوں گے کہ جب قریش پر اللہ کے یہ احسانات ہیں تو اُن کو چاہیے کہ اس کی عبادت کریں۔

یا پھر لام تعجب کے لیے ہے اور معنی یہ ہیں کہ "لوگو! ذرا اس قبیلہ قریش کو تو دیکھو کہ خدا کا یہ احسان اور اُن کا خدا سے یہ اعراض، یہ شرک، یہ بت پرستی! تعجب۔ افسوس!!

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۝ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ۝

ارتحل القوم عن المکان رِحْلَةً وَرُحْلَةً وارتحالًا۔ قوم منتقل ہوگئی۔ سفر کر گئی۔ رُحلہ وہ غرض جس کے لیے سفر کیا جاتا ہے۔

"قریش کو خوگر عادتی بنانے کے لیے، سرما میں یمن کی طرف گرما میں شام کی طرف، تجارتی سامان لے کر سفر کرنیکا عادی بنائے جانے کے لیے"

فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ۝ پس ان کو چاہیئے کہ اس بیت اللہ کے پروردگار کی عبادت کریں۔

اَلَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝ جس نے ان کو بھوک میں کھانا کھلایا۔ تجارت کی توفیق دی۔ ہر ملک سے لوگ سامان لانے لگے۔ نذریں دینے لگے۔ اور اُن کو خوف سے امن دیا۔ کہ بیت اللہ کی عزت کیوجہ سے اطراف کی زمین کو حرم بنا دیا۔ وہاں کے باشندوں کو معزز او محترم بنایا

ایاک نعبد و ایاک نستعین

از

جناب مولانا طاہر بن احمد صاحب (دارالعلوم۔ دیوبند)

سورۂ فاتحہ میں انسان کو اس کے پروردگار کی طرف سے یہ دعائیہ کلمے اور اور استدعائیہ جملے سکھلائے گئے ہیں۔

ایاك نعبد و ایاك نستعین۔ اھدنا الصراط المستقیم۔

یعنی اے رب العالمین مالک یوم الدین ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں اور صراط مستقیم چاہتے ہیں۔

ان آیتوں میں رب العالمین نے انسان کی طرف سے ایسے صیغے استعمال فرمائے ہیں اور انسان کو ایسے جملے تلقین کیے ہیں جو لغت عرب میں جمع کے لیے بولے جاتے اور چند افراد کے مجموعے پر صادق آتے ہیں حالانکہ قرینہ مقام واقتضائے کلام بظاہر یہ تھا کہ بندہ کی طرف سے ایسے جملے ادا کیے جاتے جن سے اس کی انفرادی حیثیت ظاہر ہوتی اور خدا کی حمد و ستائش کرنے والا بندہ یوں کہتا کہ اِیَّاكَ اَعْبُدُ وَاِیَّاكَ اَسْتَعِین۔ یعنی میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور میں تجھ ہی سے مدد مانگتا ہوں۔ لیکن باوجود اس کے نماز و غیر نماز ہر حالت میں بندگان اطاعت شعار کی زبان اور قلب سے اَعبد و اَستعین کے بجائے نعبد و نستعین ہی ادا کرانا مطلوب الٰہی ہوا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حکیم علی الاطلاق جل مجدہ کے کلام پاک کی ہر ترکیب اعجاز و لاجوابی کا آخری مرتبہ لیے ہوئے ہے اور اس کا ہر ایک کلمہ اور ہر ایک جملہ میزان عدل میں تل کر اور